سیرت حضرت فاطمه زهرا (س)

مولانا طیب رضا

حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا پیغمبر اکرمؐ کی چہیتی بیٹی تھیں آپ ہی کے ذریعہ سے رسول اکرمؐ کی نسل طاہرہ دنیا میں باقی ہے۔ آپ کے شریک حیات شیر خدا حضرت علیؑ تھے۔ آپ شیعوں کے ۱۱ اماموں کی ماں کی حیثیت سے متعارف ہیں، مذہب اسلام میں عورتوں کے لئے نمونہ عمل ہیں۔

اسلام نے تنہا اپنی کتاب اور قوانین کو سند قرار نہیں دیا ہے بلکہ قوانین کے ساتھ ساتھ کچھ شخصیتوں کو عملی نمونہ کے طور پر پیش کیا اور ان کی سیرت کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے تا کہ لوگ کتاب کی تعلیمات اور اسلام کی روح سے خود کو روشن کرسکیں یہی وجہ ہے کہ ہمارے پیغمبر اکرم اور بارہ آئمہ کی زندگی اور ان کی سیرت لوگوں کے لئے نمونہ عمل اور اسوہ حسنہ کا درجہ رکھتی ہے۔

خدا وند عالم نے عورت اور مرد کو مخصوص خصوصیات دیکر پیدا کیا ہے بہت سارے حالات، کیفیات اور جذبات ایسے ہیں جو عورتوں میں پائے جاتے ہیں لیکن مردوں میں نہیں۔ اس لحاظ سے ضروری تھا کہ اسلام کے پیغمبر اکرم اور آئمہ طاہرین کے ذریعہ عورتوں کے لئے ایسا نمونہ پیش کیا جائے جو نمونہ عمل بن سکے۔ کوئی ایسا ہو جو عملی طور پر یہ بتا سکے کہ ایک مسلمان عورت کیسی ہو، عورت کا باپ کے ساتھ کیا برتاؤ ہو، شوہر کے ساتھ کیسا سلوک ہو اولاد کے ساتھ کیسا کردار ہو، سماجی ومعاشرتی اور سیاسی زندگی اس کی کیسی ہونی چاہئے۔ جناب زہرا (س) نے ایسا ہی نمونہ عمل اور ایسی ہی سیرت پیش کی جو اسلام کی خواتین کے لئے نمونہ عمل بن گئی۔ اسی لئے پیغمبر اکرمؐ نے جناب فاطمہ (س) کے لئے فرمایا مریم اپنے زمانے کی عورتوں میں ممتاز تھیں تم پوری کائنات کی عورتوں سے برتر ہو۔''

اس طرح اسلام میں حضرت فاطمہ زہرا (س) خواتین کے لئے نمونہ عمل. ہیں مشہور مصری مورخ عباس محمود العقاد نے بھی اس نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے وہ تحریر فرماتے ہیں۔

''ہر دین میں ایک ideal نمونہ اور مقدس خاتون کا وجود پایا جاتا ہے اور اس دین کے ماننے

۱۔ توفیق ابوعلم'' فاطمہ زہرا'' ص۔۱۱

والے خداوند عالم کی آیت ونشانی کے طور پر اس کا احترام کرتے ہیں مثلاً حضرت مریم مسیحی مذہب میں مقدس خاتون شمار کی جاتی ہیں اسی طرح اسلام میں حضرت زہرا عورتوں کے لئے نمونہ عمل ہیں ؎۲

ہر دین میں عملی شخصیت اس دین کی خصوصیات وتجلیات کا مظہر ہوتی ہے ۔ اوروہ اس مذہب کی تعلیمات کا زندہ پیکر ہوتا ہے ، مثلاً مسیحیت کا نمونہ جو کہ تحریف ہو چکا ہے یہ ایسا دین ہے جو سماج سے دوری ، رہبانیت کا دلدادہ ، دنیا سے کنارہ کشی اور معنویت وروحانیت کے ساتھ تصوف پر تکیہ رکھتا ہے وہ جو مسیحیت میں ideal خاتون کے طور پر پیش کی گئی ہیں وہ حضرت مریم ہیں اور وہ انہیں تعلیمات کا مظہر ہیں کیونکہ مسیحیت ایک رخی دین ہے اس لئے حضرت مریم کی شخصیت میں روحانیت ہی روحانیت دکھائی دیتی ہے ۔

لیکن اسلام چند رخی multi dimentional معنویت ہے جو روحانیت بھی رکھتا ہے اور زندگی میں معاشرت سیاست عبادت خاندان کے فرائض نیز اس میں عرفان ہے اور جہاد بھی .. حضرت زہرا (س) جو اسلام کی نمونہ خاتون ہیں ان میں یہ گوناگوں خصوصیات پائی جاتی ہیں انہوں نے خود اپنی زندگی میں ان تمام محاذوں پر مثالی کردار پیش کیا۔ اکثر علماء ومحققین جیسے تقی سبکی، جلال سیوطی، زرکشی اور تقی مقریزی نے دنیا کی تمام خواتین پر حضرت زہرا (س) کی فضیلت کا اقرار کیا ہے اور ان کی سیرت کو نمونہ عمل اختیار کرنے پر صریحی طور پر ذکر کیا ہے۔ تقی سبکی جو معتبر عالم اہل سنت ہیں اس سوال کے جواب میں کہ اسلام میں سب سے افضل خاتون کون ہے فرماتے ہیں'' میرا یہ اعتقاد ہے کہ حضرت فاطمہ (س) بنت محمدؐ دنیا کی تمام خواتین سے افضل اور بالاترین ہیں۔ ابن داود نے بھی اسی سوال کے جواب میں کہا ہے'' پیغمبر خداؐ کے فرمان کی سند کے مطابق کہ انھوں نے فاطمہ(س) کو اپنے جسم کا ٹکڑا قرار دیا ہے ممکن نہیں کہ کوئی فاطمہ(س) سے افضل ہو سکے اس لئے کہ کسی بھی شخص پر رسول کے پارہ جگر ہونے کا گمان بھی نہیں کیا جاسکتا۔

پیغمبر اکرمؐ نے اپنی حدیث میں بھی حضرت فاطمہ زہرا (س) کو'' دنیا کی عورتوں کی سردار'' اور تاریخ کی عورتوں میں ان کے کردار عمل کو نمونہ عمل اور اسوہ قرار دیا ہے اہل سنت کی معتبر کتاب میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا'' فاطمہ(س) میری جان ہے۔ اس لئے کہ وہ عورتوں کی سردار ہے ۔ اس امت کی عورتوں کے لئے باعث سرور ہے اور جب با ایمان خواتین کے درمیان

۲۔ ایضاً۔ ص ۱۱۵

سب سے افضل خاتون ہو تو کیا یہ خوشی کی بات نہیں ہے؟

عمر ابن حصین سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا اے میری جان فاطمہ(س) ! کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ تم دنیا کی خواتین کی سردار ہو؟ حضرت فاطمہ(س) نے دریافت کیا۔ پھر مریم بنت عمران کا کیا مرتبہ ہے؟ آپ نے فرمایا اے جان پدر! وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار تھیں اور تم تاریخ کی تمام عورتوں کی سردار ہو۔''

اس لحاظ سے حضرت فاطمہ (س) دنیا کی تمام خواتین کے لئے نمونہ عمل ہیں ۔ انھوں نے عملی طور پر اس بات کا ثبوت پیش کیا کہ ایک مسلمان عورت کو کس طرح سے روحانی معاملات میں شریک وسہیم ہونا چاہئے اور خانوادہ کی پرورش و پرداخت اور اجتماعی امور میں کیسا کردار پیش کرنا چاہئے۔

حضرت فاطمہ زہرا (س) کی زندگی میں ہمیں تینوں پہلو یعنی عرفان اور خانوادہ کے جملہ وظائف کی انجام دہی نیز تحریک اسلامی کی اجتماعی اور اعتقادی محاذوں پر شرکت نظر آتی ہے۔

''مباہلہ'' حضرت فاطمہ زہرا (س) کے عرفانی اور معنوی مقامات کی زندہ جاوید سند ہے۔ تاریخی واقعات میں ملتا ہے کہ حضرت پیغمبر اکرمؐ نے نصاریٰ نجران سے روحانی اور معنوی مقابلہ کے لئے مباہلہ کیا جو کہ عبادت و ریاضت اور معنویت میں شہرت رکھتے تھے، آپ نے اس مقابلہ کے لئے پورے عالم اسلام سے صرف پانچ افراد کا انتخاب کیا انھیں پانچ روحانی شخصیتوں میں ایک حضرت زہرا(س) تھیں۔ نصاریٰ اپنی معنوی کامیابیوں پر بہت خوش تھے لیکن ان میں یہ قوت نہ تھی کہ وہ ان روحانی شخصیتوں کا مقابلہ کرتے چنانچہ مسیحی رہبر ابو حارثہ نے مباہلہ سے ہاتھ کھینچ لیا۔ جب ان کے ساتھیوں نے پوچھا کہ کیا تم محمدؐ سے مباہلہ نہیں کر رہے ہو تو ابو حارثہ نے جواب دیا خدا کی قسم میں ایسے چہروں کو دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ پہاڑ کی طرف اشارہ کر دیں تو پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دے اور اگر یہ ہمارے اوپر لعنت کر دیں تو ایک سال بھی نہ گذرے گا ایک نصرانی بھی روئے زمین پر نہ بچے گا سب کے سب ان کی لعنت سے تباہ ہو جائیں گے۔

یہ واقعہ حضرت زہرا (س) کے عرفانی اور معنوی مقامات کا نمایاں مظہر ہے ۔ لیکن عیسائیت کے برخلاف اسلام میں عرفان و معنویت راہب و گوشہ نشین کے عرفان جیسا نہیں بلکہ محاذ جنگ پر ایک مجاہد کے عرفان جیسا ہے۔ انسان اجتماعی زندگی میں بھی شریک رہتا ہے۔ حضرت زہرا (س) نے جن کی سیرت دنیا کی تمام عورتوں سے افضل ہے اس مسئلہ کو بھی اپنے عمل سے ثابت کیا۔

تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت زہرا (س) نے بعض غزوات میں شرکت بھی کی ہے اور حضرت رسول کریمؐ نے اجتماعی مسائل میں حضرت زہرا (س) سے مشورہ کیا ہے اور جنگوں میں بہت سارے امور ان کے حوالے کئے۔

جناب زہرا (س) نے معاشرہ کی اجتماعی اور فکری زندگی میں شرکت کی۔ پیغمبر کی احادیث کی روایت کی۔ عورتوں تک ان کے ارشادات پہونچائے اور جنگوں میں شرکت کی۔ اور تیروتبر کی بارش میں بھی ضرورت کے مطابق باپ اور شوہر کی ہمراہی کی۔ پیاسے مجاہدوں تک پانی پہنچایا زخمیوں کی تیمارداری کی، اور شجاعت و اسلامی لشکر کی غیرت کی محرک بنیں۔

واقدی لکھتا ہے کہ ''فاطمہ (س) جنگ احد میں مسلمان زخمی سپاہیوں تک پہنچیں اور ان کی مرہم پٹی کی۔''

دیگر اجتماعی مسائل میں بھی حضرت زہرا رسول کریمؐ کے شانہ بہ شانہ رہیں جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ جب عورتوں نے رسول خدا کے ہاتھ پر بیعت کی اس وقت حضرت زہرا (س) رسول کریمؐ کے پہلو میں تھیں۔

حضرت رسول خداؐ کے بعد بھی حضرت فاطمہ زہرا (س) اسلامی معاشرہ میں نمایاں نظر آئیں اور یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ کامیابی کا پہلا پیکر اور ظالم کے مقابل میں اس کے ظلم پر اعتراض وفریاد کرنے والی پہلی خاتون تھیں۔ مسجد نبوی میں حضرت زہرا (س) کی شعلہ بیانی، اور پہاڑ کو چور چور کر دینے والی تقریر آپ کی شجاعت وشہامت باریک بینی اور مستقبل فہمی کی بہترین مثال ہے اور یہ اس بات کی علامت ہے کہ عورت کا اسلامی معاشرہ میں ان سیاسی مسائل میں خاموش رہنا بہتر نہیں جس کا تعلق براہ راست اس کی زندگی سے ہے۔

لیکن ایک مسلمان عورت کا ہر حال میں اپنے معاشرہ کی ذمہ داریوں میں شریک رہنا اور اپنے عورت ہونے کے وجود پر قائم رہنا ضروری ہے۔ اس کا باعفت ہونا اور اسلامی حجاب کی پابندی کرنا بھی ضروری ہے۔ حضرت فاطمہ زہرا (س) اپنے رفتار گفتار سے بھی اس نکتہ کو آشکار کیا۔

انس بن مالک سے روایت کی گئی ہے کہ ایک روز پیغمبر خدا نے اصحاب سے پوچھا عورتوں کے لئے سب سے بہترین چیز کیا ہے؟ کوئی اس سوال کا جواب نہ دے سکا۔ حضرت علیؑ بلا تامل حضرت زہرا (س) کے پاس تشریف لائے اور یہ سوال ان کے سامنے دہرایا، حضرت فاطمہ (س) نے جواب دیا

آپ نے کیوں نہیں کہہ دیا کہ خواتین کے لئے سب سے اچھی چیز یہ ہے کہ وہ مردوں پر نگاہ نہ کریں اور مردوں کے لئے بھی اچھا یہ ہے کہ نامحرم عورتوں کی طرف نہ دیکھیں۔ حضرت علیؑ لوٹ کر آئے اور آپ نے یہی جواب حضرت رسول کریم کو دیا۔ حضرت نے پوچھا یا علی کس نے تمہیں اس جواب سے باخبر کیا حضرت علیؑ نے فرمایا فاطمہ(س) نے تب حضرت رسول خدا نے فرمایا'' حق ہے کہ فاطمہ(س) میرا پارہ تن ہے۔'' حضرت زہرا (س) یہ بتانا چاہتی ہیں کہ عورت اسلامی معاشرہ میں نسوانی کردار کی خصوصیت کے ساتھ حفاظت اور اجتماعی زندگی میں شرکت رکھتی ہے اور اپنی عفت وپاکدامنی کو اپنا زیور سمجھتی ہے۔

مسلمان عورت خانوادہ کی خدمت کرنا اور معاشرہ کی نئی نسل کی پرورش کرنے کو اپنا وظیفہ سمجھتی ہے۔ جناب زہرا(س) اس حالت میں جبکہ روحانی اور عرفانی بیانات کے مطابق مصداق آیہ تطہیر ہیں اور اجتماعی حالات اور سیاسی اعمال میں شریک ہیں وہ اس حالت میں بھی اپنی گھریلو ذمہ داریوں سے غافل نہیں ہیں بہترین ماں، اچھی زوجہ، وفاشعار بیٹی کا کردار پیش کرتی ہیں فاطمہ(س) اپنے باپ کے لئے ایک بیٹے جیسا کردار ادا کرتی ہیں وہ صرف ایک بیٹے جیسا کردار نہیں بلکہ ایک محب، ایک مشیر، دوست اور باپ کی مددگار جیسا عمل پیش کرتی ہیں مشکلوں میں ان کے ساتھ رہتی ہیں اور انہیں تسلیاں دیتی ہیں اسی وجہ سے انھوں نے انھیں ام ابیہا یعنی باپ کی ماں کا لقب دیا۔

فاطمہ(س) اپنے شوہر کے لئے ایک مہربان شریک حیات ہیں، علی جیسی شخصیت کی مونس تنہائی ہیں۔ اپنے شوہر کے ساتھ مشکلوں میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ یکے بعد دیگرے درد والم کا سامنا ہے لیکن پیشانی پر شکن نہیں۔

حضرت زہرا (س) ایک ایسی ماں ہیں جو حسن وحسین جیسے بچوں اور زینب جیسی دختر کی پرورش کرتی ہیں ۔ اخلاق وکردار کی نظر سے حضرت زہرا تمام لوگوں کے لئے چاہے وہ مرد ہوں یا عورت نمونہ عمل ہیں۔

فاطمہ(س) مظہر عظمت خواتین

حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا اسلام میں عورت کے کردار کی بلندی کی مظہر ہیں۔ اسلام نے تاریخ عالم میں پہلی بار عورت کو ایک مکمل انسانی شخصیت کے طور پر شمار کیا ہے، اسلام سے قبل حتی کہ

انسان کی اجتماعی اور فکری نظام کی ترقیوں کے باوجود مثلاً یونانی نظام عورتوں کو دوسرے درجہ کی شخصیت میں شمار کرتا تھا اسی طرح ظہور اسلام سے قبل عرب میں بھی عورتوں کو نچلے درجہ کا انسان سمجھا جاتا تھا۔ عرب اس ضرب المثل کو گفتگو میں عنوان کے طور پر پیش کرتے تھے ''اَلْمِرْاَةُ حَیْوَانٌ طَوِیلُ الشَّعْرِ قَصِیرُ الْفِکْرِ'' عورت ایک ایسا جانور ہے جس کے بال بڑے ہوتے یں اور فکر کوتاہ'' یہاں تک کہ اصطلاحاً متمدن کہی جانے والی مغربی دنیا میں بھی دوصدی قبل تک کسی عورت کے لئے مالکیت کا حق قانونی نہیں تھا لیکن اس کے برعکس اسلام نے عورت کو ایک مکمل انسان کا درجہ دیا اور تقویٰ کو مرد یا عورت کی فضیلت کا سبب قرار دیا۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا'' المراة الصالحة خیر من الف رجل غیر صالحٍ'' ایک متقی عورت ایک ہزار غیر متقی اور غیر صالح مرد سے بہتر ہے، (جامع الاخبار) نیز آپ نے فرمایا'' من اخلاق الانبیاء حب النساء ''۔قرآن نے صریحی طور پر یہ اعلان کردیا۔ لِلرِّجَالِ نَصِیبٌ مِّمَّا اکْتَسَبُواْ وَلِلنِّسَآءِ نَصِیبٌ مِّمَّااکْتَسَبْنَ...(نساء ۳۲) لِلْرِّجَالِ نَصِیبٌ مِّمَّاتَرَکَ الْوٰلِدَانِ وَالْاَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِیبٌ مِّمَّاتَرَکَ الْوَالِدانِ وَالْاَ قْرَبُونَ...(نساء ۷) یہ تمام آیات واحادیث منعکس ہوتی ہیں عورت کی شخصیت کے اس احترام کی طرف جس کا اسلام قائل ہے۔ اسلام نے عورت کو تمام انسانی حقوق دیئے اور اس کی روحانی فکری، اجتماعی ترقی کی راہیں معین کیں۔

البتہ وہ ترقی وبلندی جو اسلام کی نظر میں ہے اس ترقی سے بالکل مختلف ہے جسے مغربی تہذیب عورتوں کی ترقی قرار دیتی ہے۔ اسلام اس نظریہ کا قائل ہے کہ عورت اپنے نسوانی کردار کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی ترقیوں کی منزل طے کرے جبکہ مغربی تہذیب عورتوں کو اس بات کی تلقین کرتی ہے کہ وہ پہلے عورت ہونے کے وجود کا انکار کرے تاکہ وہ ترقی کی دوڑ میں شریک ہوسکے یہ ترقی اصل میں اپنی نسوانیت پر سرمشار ہونے کے مترادف ہے نہ کہ عورتوں کی پیشرفت ہے، مغربی تہذیب کا نظریہ یہ ہے کہ جب تک عورت مرد کی صورت نہ اختیار کرے ترقی نہیں کرسکتی، حقیقت میں یہ عورت کی سب سے بڑی توہین ہے، عورتوں کے حقوق کی بازیابی کے نام پر یہ عورتوں کا مذاق اڑانا ہے۔ اسلام اس بات کا معتقد ہے کہ عورت کو چاہئے کہ وہ اپنی شخصیت اوراپنے وقار کی حفاظت کرے اس لئے کہ اس کی یہ شخصیت اس کی بلندی وترقی کا اہم مقام ہے اور عورت اپنی ذمہ داریوں کو کسی طرح مرد کی ذمہ داری سے کم تر نہ سمجھے۔اس کی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ ہے کہ

معاشرہ کی آنے والی نسل کا بوجھ اٹھانا اور اس کی تربیت کرنا۔ عورت کو اپنی عظیم ذمہ داری یعنی انسان سازی کو فراموش نہ کرنا چاہئے۔ مغربی عورت نے انسان سازی کے بجائے مشینی پرزوں کے بنانے کو اپنی عظمت کا حصہ قرار دے دیا۔ اسلام مساوی حقوق کا قائل ہے لیکن حقوق میں مشابہت کا قائل نہیں جبکہ اہل مغرب حقوق میں مساوات کے نام پر حقوق کی مشابہت کے قائل ہیں۔ اور عورت کو اس کے بلند نسوانی کردار سے محروم کرکے مرد کی شبیہ بنا کر پیش کرر ہے ہیں ۔ اگر کسی تہذیب کسی گروہ یا کسی شخص کا یہ اصرار ہے کہ عورت پہلے مرد کے طورطریقے اختیار کرے پھر وہ احترام کی قابلیت پیدا کرے تو گویا اس نے عورت کے مقام ومرتبہ کی توہین کی ہے۔

اسلام میں عورت کو اپنے عورت ہونے کی حفاظت کرنے کی تلقین کی گئی ہے وہ اپنے مخصوص الٰہی پیغام کو جو بچوں کی تربیت اور خاندان کی ذمہ داریوں سے مربوط ہے فراموش نہیں کرسکتی ہے۔ اس حالت میں سماج کے تمام شعبوں میں مکتب کی خدمت ، خداونداور اس کے بندو ں کے حقوق اور راہ اجتہاد ومجاہد ت میں شرکت رکھتی ہے اور احترام وبلند مقام ومنزلت کی حامل ہے حضرت فاطمہ زہراؑ اس بلند مقام کا عظیم ترین مظہر ہیں۔

حضرت زہرا(س) عورت ہونے کے باوجود مصداق آیہ تطہیر ہیں۔ وہ ان پانچ افراد میں شامل ہیں جنہوں نے مباہلہ کے موقع پر پیغمبر اکرمؐ کی ہمراہی کی۔ آپ اسلام کی چودہ مقدس شخصیتوں میں سے اور تاریخ اسلام کی اہم وباعظمت شخصیتوں میں سے ایک ہیں اور آپ نے اس بات کا پتہ دیا کہ ایک عورت کس طرح روحانی اور فکری کمال حاصل کرسکتی ہے ، حضرت فاطمہ صلوت اللہ علیہا ایک ایسی خاتون ہیں جنہیں اسلام نے تمام لوگوں کے لئے نمونہ عمل قرار دیا ہے۔

شیعہ اور سنی تمام اہم روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت زہرا(س) رسول کریمؐ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب فرد ہیں۔ رسول خداؐ ان کو بہت چاہتے تھے۔ حاکم نے ''مستدرک'' میں ثعلبہ سے نقل کیا ہے کہ جب کبھی بھی پیغمبر اکرمؐ کسی غزوہ یا جنگ سے واپس آتے تو مسجد سے ہوکر سب سے پہلے جناب زہرا (س) کے گھر آتے۔ ابن سعد نے اپنی کتاب ''شرف النبوۃ'' میں تحریر کیا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا اے فاطمہ(س) خداوند عالم تمہارے غصہ سے غصہ میں آتا ہے اور تمہاری خوشی پر خوش ہوتا ہے۔ اور استیعاب میں تحریر ہے کہ حضرت عائشہ سے سوال کیا گیا کہ رسول خدا کی نظر میں سب سے زیادہ محبوب ترین شخص کون ہے آپ نے فرمایا فاطمہ(س) ۔ ترمذی نے رسالہ بن

زید سے روایت کی ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا فاطمہ(س) میرے نزدیک محبوب ترین فرد ہے۔

جناب زہرا(س) کی تمام بلندی وعظمت اور احترام جس کے قائل رسول کریمؐ تھے اور وہ محبت جو آپ ان سے رکھتے تھے وہ صرف ایک باپ ہونے کے رشتہ سے نہ تھی اس لئے کہ پیغمبر ایک عام انسان کی طرح نہ تھے بلکہ وہ ایسے شخص تھے جن کے بارے میں قرآن نے فرمایا'' وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوىٰ اِنْ هُوَاِلَّا وَحْىٌ يُوحىٰ '' پیغمبر جو کچھ کہتے ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں وہ خدا کی مرضی اور اس کی وحی کے مطابق کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک باپ کے لئے فطری بات ہے کہ وہ اپنے بچوں سے محبت کرے نہ یہ کہ خلاف فطرت اس کی تعظیم کرے اور ام ابیھا'' کا لقب دے دے۔ اس کے غصہ کو خدا کا غصہ اور اس کی خوشی کو خدا کی خوشی قرار دے۔ یہ تمام چیزیں اس بات کی علامت ہیں کہ حضرت رسول خدا رسالت کی خاطر اور حضرت زہرا(س) کی معنوی شخصیت کے تئیں ان کا احترام کرتے تھے اور وہ یہ بتانا چاہتے تھے کہ اسلام میں عورت ہونا اس کی فضیلت کو سلب کرنا نہیں۔ بلکہ اسلام میں عورت اگر انسانی فضائل وکمالات اور معنوی بلندی کی ضامن ہوتو وہ اپنے زمانہ کے مردوں سے بھی برتر شمار کی جاتی ہے۔

جب حضرت رسول کریم جناب زہرا(س) کے لئے اس طرح کے احترام کے قائل تھے تو یہ طبیعی ہے کہ مسلمان مختلف ادوار وحالات میں بھی حضرت زہرا کی عظمت ومنزلت کے قائل ہوں۔ تمام بزرگ علماء اسلام نے خود کو خاک پای حضرت فاطمہ(س) کہنے پر افتخار کیا ہے۔ اور انہوں نے حضرت زہرا(س) کو قرآن کے معجزہ کو ظاہر کرنے والی شخصیت اور رسالت کے دعووں کی تصدیق کرنے والی فرد قرار دیا ہے۔ اس لئے کہ تنہا حضرت زہرا ہی وہ رشتہ ہے جن کے ذریعہ سے پیغمبر اکرمؐ کی نسل دنیا میں باقی اور محفوظ ہے۔ قرآن کی پیش گوئی ثابت ہوئی کہ کفر رسوا ہوگا کفار ومشرکین نے حضرت رسول خداؐ کی نسبت سے یہ کہا تھا کہ آپ تو'' ابتر'' یعنی مقطوع النسل ہیں جبکہ قرآن نے یہ اعلان کردیا تھا کہ'' اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ'' ہم نے آپ کو کوثر یعنی کثرت نسل عطا فرمایا۔ آپ کے دشمن ابتر ہیں۔ اور یہ'' کوثر'' حضرت فاطمہ(س) کے حوالے سے رسول خدا کو عطا ہوا۔ اس لحاظ سے مومنوں کی نظر میں اور علماء اسلام کی نظر میں فاطمہ(س) صرف یہ کہ رسول خدا کی چہیتی بیٹی نہیں ہیں بلکہ اسلام کی مقدس شخصیتوں، قرآن ناطق، رسالت کے دعووں کی گواہ، اور قرآن کے اعجاز اصالت کی شاہد ہیں۔

فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا ایسی خاتون ہیں کہ ان کی روحانی عظمتوں کی وجہ سے انہیں ''بتول کہا گیا۔'' ''بتول'' اسے کہتے ہیں جو دنیا سے بیزار اور حق سے منسلک ہو۔

مجمع البحار میں آیا ہے کہ مریم اور حضرت زہرا (س) دونوں کو بتول کہا جاتا ہے اس لئے کہ یہ وہ خواتین تھیں جو کہ فضیلت و دینداری میں دنیا سے بیزار اور خدا سے قریب تھیں۔ حضرت فاطمہ (س) کو مسلمان صدیقہ، مبارکہ، طاہرہ، رضیہ، مرضیہ، کے لقب سے بھی جانتے ہیں۔ ان میں کا ہر ایک لقب حضرت زہرا (س) کی ایک فضیلت کو نمایاں کرتا ہے۔

حضرت فاطمہ زہرا (س) مسلمان عورتوں کے لئے نمونہ عمل ہیں..اور دوسری طرف وہ عورت کے عظیم کردار کا مظہر بھی ہیں۔